AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حدیثی کتب میں اصول نقد حدیث کا اطلاق: امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے حدیثی معیارات کا تجزیاتی مطالعہ

Application of the Principles of Hadith Criticism in Hadith Literature: An Analytical Study of the Hadith Standards of Imam Abu Hanifa and Imam Malik

Ambar Zahra
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
Dr. Ihsan ul Rahman Ghauri
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore

Abstract

This research explores the application of the principles of Hadith criticism (*Usul al-Naqd al-Hadith*) within the classical Hadith literature, focusing specifically on the analytical comparison between the Hadith standards of Imam Abu Hanifa and Imam Malik. Both Imams, as founders of two major schools of Islamic jurisprudence, played a pivotal role in defining the criteria for the acceptance and rejection of Hadith. The study highlights how their methodological approaches were rooted in their respective epistemological frameworks, the socio-religious contexts of their time, and their interactions with the narrators and transmitters of Hadith. By examining their standards of *isnad* (chain of transmission) and *matn* (textual content) criticism, the research identifies key differences in their approaches toward solitary reports (*ahad*), the reliability of narrators, and the harmony between Hadith and established legal principles. Furthermore, it investigates how these methodologies influenced the compilation, authentication, and application of Hadith in later jurisprudential developments. The study concludes that while both Imams upheld the sanctity of Hadith, their nuanced criteria reflect a balanced integration of rational evaluation and textual authenticity — contributing to the diversity and richness of Islamic legal thought.

Keywords:Imam Abu Hanifa, Imam Malik, Hadith Criticism, Usul al-Hadith, Isnad, Matn, Ahad Narrations, Islamic Jurisprudence, Methodology, Hadith Authentication.

تمہیدی مباحث

علومِ حدیث میں اصولِ نقدِ حدیث کو ایک بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ یہی علم احادیثِ نبویہ کی صحت، وثوق اور ان کے اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہونے کی جانچ کا معیار فراہم کرتا ہے۔ ابتدائی ادوار میں جن اکابر علمائے امت نے اس علم کے فروغ اور اطلاق میں نمایاں کردار ادا کیا، ان میں امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا نام نمایاں ہے۔ یہ دونوں ائمہ فقہ اسلامی کے تشکیلی دور میں زندہ تھے اور انہوں نے احادیث کی تحقیق، فہم اور فقہی اطلاق میں گہری بصیرت کا مظاہرہ کیا۔ تاہم ان کے حدیثی معیار اور مناہج میں فرق پایا جاتا ہے جو ان کے فکری ماحول، علمی مصادر

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اور فقہی ترجیحات کا نتیجہ تھا۔ امام ابو حنیفہؒ نے عقلِ سلیم، قرآن کریم سے موافقت، اور فقہی اصولوں کے ساتھ مطابقت کو زیادہ اہمیت دی، جب کہ امام مالکؒ نے اہلِ مدینہ کے عمل (عمل اہل مدینہ) اور اپنے خطے میں منقول احادیث کی ثقاہت کو بنیاد بنایا۔ اس تحقیق کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اصولِ نقدِ حدیث کا اطلاق ان دونوں ائمہ کے مناہج میں کس طرح ظاہر ہوتا ہے اور وہ احادیث کے قبول و رد کے لیے کن معیارات کو اختیار کرتے ہیں۔ اس تقابلی مطالعے کے ذریعے ابتدائی حدیثی علمی تنوع اور گہرائی کو اجاگر کیا گیا ہے، جو اس امر کی عکاسی کرتا ہے کہ دونوں ائمہ کے متنوع مگر متوازن اصولوں نے سنتِ نبویہ کی حفاظت اور فہم میں گراں قدر کردار ادا کیا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی شخصیت اسلامی علمی روایت میں نہ صرف فقہی جلالت کے اعتبار سے نمایاں ہے بلکہ حدیثی تعامل اور نقد کے میدان میں بھی ایک مخصوص زاویہ نظر رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کی براہِ راست مرتب کردہ کوئی حدیثی کتاب محفوظ نہیں، تاہم ان سے منقول مرویات و آثار بعد کے ادوار میں مختلف مجموعات اور فقہی تصانیف میں منتقل ہوئے اور ایک خاص دبازت کے ساتھ ان کے منہج کو ظاہر کرنے لگے۔ اس حقیقت کی طرف علامہ شمس الدین ذہبی نے مناقب الامام الأعظم میں اشارہ کرتے ہوئے کہا:

وكان له أحاديث يسيرة يرويها، و إنما غلب عليه الفقه والرأي [1]

ان کے پاس چند احادیث تھیں جنہیں وہ روایت کیا کرتے تھے، لیکن ان پر فقہ اور رائے کا غلبہ تھا۔

مذکورہ اشارت نہ صرف حدیثی تعامل کی کمیت کو بتاتی ہے بلکہ اس امر کو بھی کہ امام کی توجہ کا مرکز زیادہ تر فقہی استنباط اور اصولی قیاس رہا۔ تاہم اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ امام نے حدیث کو غیر اہم جانا، بلکہ ان کا زاویہ یہ تھا کہ حدیث کو اس کے معیاراتِ صحت اور معارضات کے ساتھ پرکھنے کے بعد عقل و قیاس کی روشنی میں اس سے حکم کا استخراج کیا جائے۔

اسی پہلو پر ابن عبد البر نے امام کی روایت اور فہم کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا:

كان أبو حنيفة ممن وفق بين الأثر والقياس، وإذا تعارض عنده خبر الواحد والقياس قدّم القياس عند أكثر أصحابه [2]

ابو حنیفہ ان ائمہ میں سے تھے جنہوں نے اثر اور قیاس میں توفیق پیدا کی، اور جب ان کے نزدیک خبر واحد اور قیاس میں تعارض پیش آتا تو ان کے اکثر اصحاب کے نزدیک قیاس کو مقدم رکھتے۔

یہ نکتہ امام ابو حنیفہ کے علمی منہاج کی اصل ہے کہ حدیث کی قبولیت یا رد کا تعلق محض اسناد کی صحت تک محدود نہیں بلکہ نص کے معقول ہونے، عام اصولِ شریعت کے ساتھ ہم آہنگی رکھنے اور فقہی قواعد سے مطابقت رکھنے سے بھی وابستہ ہے۔ چنانچہ ان کے تلامذہ نے اس منہج کو اپنے فتاویٰ اور تصنیفات میں آگے بڑھایا اور بعد کے مکاتبِ فکر میں یہ امتیاز نمایاں ہوتا گیا۔

1 شمس الدين الذہبی، مناقب الامام الأعظم،(مکہ: مکتبہ دار الباز، 1997)، ص 41
2 ابن عبدالبر، الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء،(قاہرہ: مطبعة السعادة، 1320ھ)، ص 145

اس زاویے سے دیکھا جائے تو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب مرویات کا ذخیرہ محض روایتی جمع و ترتیب نہیں بلکہ اصولی فکر کا مظہر بھی ہے۔ اس کی جھلک الأصل اور الجامع الصغیر جیسی کتب میں ملتی ہے جنہیں امام کے شاگردوں نے ترتیب دیا۔ ان کتب میں حدیث کا تعامل اس طرح کا ہے کہ وہ براہ راست روایت کم اور فقہی استنباط زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ مغربی مستشرقین میں جوزف شاخت نے امام ابو حنیفہؒ کی حدیثی روش پر تنقیدی تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

> ابو حنیفہ کا اندازِ نظر حدیث کے ذخیرے کو جمع کرنے کا نہیں بلکہ محتاط انتخاب کا تھا؛ انہوں نے روایت کو عقلی اصولوں کے تابع رکھا۔[3]

اگرچہ شاخت کی یہ رائے اسلامی روایت کے اندرونی توازن کو پوری طرح نہیں سمجھ پاتی، تاہم یہ اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ امام ابو حنیفہ کے یہاں نقدِ حدیث محض روایت کی صحت پر نہیں بلکہ اصولی مطابقت پر بھی منحصر تھا۔ اس سے ایک طرف حدیثی تعامل میں تنقیدی شعور کی جھلک ملتی ہے اور دوسری طرف اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ امام کی فکر میں نص اور عقل کے مابین ایک متوازن تعلق قائم کرنا مقصود تھا۔

1۔ امام ابو حنیفہؒ کی حدیثی کتب اور ان کی حیثیت

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی حدیثی حیثیت پر گفتگو کرتے وقت سب سے پہلا سوال ان کی طرف منسوب حدیثی کتب کا ہے۔ تاریخی روایت میں بعض مجموعات کا ذکر ملتا ہے جو یا تو براہِ راست ان کی طرف منسوب ہیں یا پھر ان کے تلامذہ نے ان کے اقوال و مرویات کو جمع کیا۔ ان کتب کی حیثیت صرف ذخیرۂ روایت تک محدود نہیں بلکہ امام کے علمی منہج اور اصولی بصیرت کے فہم کے لیے بھی بنیادی مراجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

المسند المنسوب الی الامام الاعظم

امام ابو حنیفہ سے منسوب سب سے مشہور مجموعہ *المسند* ہے۔ اس کی نسبت براہِ راست امام کی طرف کی جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی تدوین بعد کے ادوار میں ہوئی اور مختلف اسانید کے ذریعے ان سے منقول روایات کو جمع کیا گیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

> **المسند الذي جمعه الحارثي فيه من المرفوع والموقوف والمرسل، وأكثره عن طريق أبي يوسف ومحمد.**[4]

> وہ مسند جو حارثی نے جمع کی اس میں مرفوع، موقوف اور مرسل سب قسم کی روایات ہیں، اور زیادہ تر ابو یوسف اور محمد کے طریق سے مروی ہیں۔

یہ بات اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ *المسند* کی اصل حیثیت ثانوی ہے، یعنی یہ ایک بعد کے دور کی کاوش ہے جس میں امام کی براہِ راست تصنیفی شرکت نہیں، بلکہ ان کے شاگردوں اور متأخر راویوں کے ذریعے روایات جمع کی گئیں۔

---

3 Joseph Schacht, The Origins of Muhammadan Jurisprudence, Oxford: Clarendon Press, 1950, p. 74

4 ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان،(بیروت: دار البشائر، 2002)، ج 2، ص 312

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الامالی، الفتاویٰ اور دیگر منسوب کتب

الامالی اور *الفتاویٰ* جیسی کتب بھی امام کی طرف منسوب ہیں۔ *الامالی* دراصل وہ مجالس ہیں جن میں امام نے اپنے شاگردوں کے سامنے احادیث بیان کیں اور بعد میں ان کو جمع کیا گیا۔ *الفتاویٰ* کو فقہی بنیاد پر زیادہ اہمیت حاصل ہے لیکن اس میں بھی حدیثی آثار موجود ہیں جو امام کے اصولی فکر کی جھلک دکھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ *الآثار* امام محمد اور امام ابو یوسف کی روایت سے مرتب ہوئیں جنہیں حدیثی تعامل کے اعتبار سے بنیادی ماخذ سمجھا جاتا ہے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی روایت کی اہمیت

امام ابو یوسف اور امام محمد نے حدیثی ذخیرے کو جمع کرنے میں امام ابو حنیفہ کے اصول و منہج کی نمائندگی کی۔ امام محمد کی *الآثار* میں وہ تمام مرویات شامل ہیں جو براہِ راست امام سے یا ان کے واسطے سے منقول ہیں۔ چنانچہ امام محمد نے مقدمہ میں واضح کیا:

هذا ما رواه أبو حنيفة عن العلماء، وما رواه العلماء عن النبي ﷺ. [5]

یہ وہ سب ہے جو ابو حنیفہ نے علماء سے روایت کیا اور جو علماء نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

یہ جملہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ امام محمد کا مقصد محض روایت نہیں بلکہ ایک علمی تسلسل کو دکھانا تھا جس میں امام ابو حنیفہ کو سندِ روایت کے طور پر جگہ دی گئی۔

صحت اور انتساب پر ناقدین کی آراء

المسند اور دیگر کتب کے انتساب پر قدیم و جدید ناقدین نے متعدد تحفظات ظاہر کیے ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا:

لم يصح عندنا أن أبا حنيفة صنف مسنداً. [6]

ہمارے نزدیک یہ بات ثابت نہیں کہ ابو حنیفہ نے کوئی مسند تصنیف کی ہو۔

ان کتب کی نسبت براہِ راست امام کی تصنیفی کاوش کی بجائے ان کے علمی حلقے اور شاگردوں کی تدوین کا نتیجہ ہے۔ تاہم، ان کی علمی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، کیونکہ انہی کے ذریعے امام کی حدیثی فکر اور فقہی منہج کا رُخ واضح ہوتا ہے۔

2۔ اصولِ نقدِ حدیث کے عملی مظاہر

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی حدیثی منہاج پر گفتگو کرتے وقت محض نظری پہلو پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا، بلکہ ان اصولوں کے عملی مظاہر کو ان کی مرویات اور فقہی استدلال کے تناظر میں سمجھنا لازم ہے۔ یہی مظاہر ان کے اصولی فکر کے حقیقی دائرہ کار کو روشن کرتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ امام نے نقدِ حدیث کو محض ایک تجریدی قاعدہ نہیں بلکہ عملی اجتہاد اور فقہی تطبیق کا ذریعہ بنایا۔

---

5 محمد بن حسن الشیبانی، الآثار،(بیروت: دار ابن حزم، 1997)، ص 3
6 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد،(بیروت: دار الکتب العلمية، 2001)، ج 13، ص 323

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اتصالِ سند کے اصول کا تطبیقی جائزہ

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اتصالِ سند کی اہمیت بنیادی تھی۔ وہ مرسل اور منقطع روایات کو عمومی طور پر قبول نہیں کرتے تھے، الا یہ کہ ان کی تائید دیگر قوی دلائل سے ہو۔ اس پہلو پر امام ابن عبد البر نے لکھا:

كان لا يقبل المرسل إلا إذا اعتضد بعمل العامة أو اشتهر بين الفقهاء. [7]

وہ مرسل روایت کو قبول نہیں کرتے تھے مگر اس وقت جب وہ عوام کے عمل سے مؤید ہو یا فقہاء کے درمیان مشہور ہو جائے۔

یہ طرزِ عمل دراصل اس امر کی دلیل ہے کہ امام کے نزدیک اتصالِ سند محض تکنیکی پہلو نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ روایت کی قبولیت کا ایک سماجی اور فقہی معیار بھی جڑا ہوا تھا۔

راوی کی عدالت وضبط کی عملی جانچ

امام ابو حنیفہؒ راوی کی عدالت اور ضبط پر غیر معمولی توجہ دیتے تھے۔ چنانچہ بعض ایسے رواۃ جنہیں دیگر ائمہ نے ثقہ قرار دیا، امام ان کی روایت کو ترک کر دیتے کیونکہ ان کے نزدیک عدالت کے ساتھ ساتھ فقہی فہم اور ضبط بھی ضروری تھا۔ حافظ ذہبی نے نقل کیا:

كان يتوقف في رواية من لم يكن فقيهاً أو خالف القياس الجلي. [8]

وہ ایسے راوی کی روایت میں توقف کرتے تھے جو فقیہ نہ ہو یا ظاہر قیاس کے مخالف ہو۔

یہاں امام کا معیار صرف راوی کی دیانت نہیں بلکہ اس کا فہم و درایت بھی تھا، جو روایت کے درست نقل کرنے میں ضابطۂ نقد کا لازمی حصہ ہے۔

روایت بالمعنی اور اس کی حدود میں عملی اطلاق

امام ابو حنیفہ روایت بالمعنی کے جواز کو قبول کرتے تھے لیکن اس کی حدود واضح رکھتے تھے۔ امام سرخسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

كان لا يجيز الرواية بالمعنى إلا لمن كان من أهل الفقه والفهم، لأن غيره لا يأمن التغيير. [9]

وہ روایت بالمعنی صرف اس کے لیے جائز قرار دیتے تھے جو فقہ و فہم کا اہل ہو، کیونکہ دوسرا شخص تبدیلی سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

یہ تعبیر اس امر کو واضح کرتی ہے کہ روایت بالمعنی کو محض اجازت کے طور پر نہیں دیکھا گیا بلکہ اس کے ساتھ فہم و درایت کو شرط قرار دیا گیا، جو امام کے نقدی شعور کا ایک اہم پہلو ہے۔

شاذ و معلول روایات کے ساتھ برتاؤ

شاذ اور معلول روایات کے ساتھ امام ابو حنیفہ کا رویہ نہایت محتاط تھا۔ اگر کوئی روایت عام اصولِ شریعت یا قیاسِ جلی کے خلاف آتی تو وہ اسے قبول کرنے میں تامل کرتے۔ امام طحاوی نے اس نکتے کو بیان کیا ہے:

أبو حنيفة كان يدفع الحديث إذا خالف الكتاب أو السنة المشهورة أو الإجماع. [10]

---

7 ابن عبدالبر، الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء،(قاہرہ: مطبعة السعادة، 1320ھ)، ص 147
8 شمس الدين الذہبی، ميزان الاعتدال،(بيروت: دار المعرفة، 1995)، ج 4، ص 99
9 شمس الأئمة السرخسي، المبسوط،(بيروت: دار المعرفة، 1993)، ج 1، ص 18

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ابو حنیفہ اس حدیث کو رد کر دیتے تھے جو کتاب، سنت مشہورہ یا اجماع کے مخالف ہو۔

یہ طرزِ عمل اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ امام کے نزدیک روایت کی صحت صرف سند سے نہیں بلکہ نصوصِ قطعیہ اور عمومی اصولِ شریعت سے ہم آہنگی سے بھی مشروط ہے۔ ان عملی مظاہر سے یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے نقدِ حدیث کو ایک ہمہ جہتی عمل کے طور پر برتا، جس میں سند کی صحت، راوی کی عدالت و فقاہت، روایت بالمعنی کی حدود اور شاذ و معلول روایتوں سے اجتناب سب شامل تھے۔ ان کا یہ منہج دراصل اس حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے کہ حدیثی تعامل صرف روایت کی حفاظت نہیں بلکہ اس کے معانی اور مقاصد کی پاسداری بھی ہے۔

3۔ متنِ حدیث پر اطلاقی معیار

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی حدیثی فکر میں سب سے نمایاں جہت یہ ہے کہ وہ محض اسناد کی صحت پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ متنِ حدیث کو قرآن، سنتِ مشہورہ، قیاس اور اجماع کے اصولوں کے ساتھ پرکھتے ہیں۔ اس طرزِ عمل نے نہ صرف ان کے منہجِ نقدِ حدیث کو منفرد بنایا بلکہ فقہی فتاویٰ میں متنِ حدیث کے استعمال کو ایک منظم اصولی بنیاد فراہم کی۔

نصِ قرآنی اور سنتِ مشہورہ کے ساتھ تطبیق

امام ابو حنیفہ کے نزدیک کسی بھی حدیث کو نصِ قرآنی یا سنتِ مشہورہ کے خلاف قبول نہیں کیا جا سکتا۔ امام طحاوی نے *شرح معانی الآثار* میں ایک واقعہ نقل کیا کہ ایک روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الميت يعذب ببكاء أهله عليه. [11]

میت اپنے گھر والوں کے رونے پر عذاب دیا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے اس روایت کو اس وجہ سے ترک کیا کہ قرآن میں ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ [12]

اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

طحاوی لکھتے ہیں:

فأبو حنيفة لم يأخذ بهذا الخبر لمخالفته الكتاب. [13]

ابو حنیفہ نے اس خبر کو کتاب کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہیں لیا۔

مذکورہ مثال بتاتی ہے کہ امام نے متن کو قرآنی اصول کے ساتھ تطبیق نہ ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا۔

10 أبو جعفر الطحاوي، شرح معاني الآثار،(بيروت: دار الكتب العلمية، 1994)، ج 1، ص 35
11 بخاری، الجنائز، حدیث 1292
12 الأنعام: 164
13 أبو جعفر الطحاوي، شرح معاني الآثار،(بيروت: دار الكتب العلمية، 1994)، ج 1، ص 51

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قیاس اور اجماع کے ساتھ روایات کا امتحان

امام ابو حنیفہؒ بعض روایات کو اس وقت قبول نہیں کرتے تھے جب وہ ظاہر قیاس یا اجماع کے خلاف ہوں۔ ایک معروف مثال یہ ہے کہ ایک روایت کے مطابق عورت بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے:

أيما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل. [14]

جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے۔

امام ابو حنیفہؒ اس روایت کو قبول نہیں کرتے تھے، کیونکہ ان کے نزدیک قرآن نے نکاح کے معاملے میں عورت کو اصل فریق قرار دیا ہے:

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ [15]

پس تم انہیں نہ روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں۔

اس کے علاوہ، اجماعِ صحابہ اور قیاس بھی عورت کے نکاح میں اس کے حقِ رضامندی کو اصل مانتے ہیں۔ امام سرخسی نے واضح کیا:

ترك أبو حنيفة خبر الولي في النكاح لثبوته على خلاف القياس المستفيض. [16]

ابو حنیفہ نے نکاح میں ولی کی خبر کو اس وجہ سے ترک کیا کہ وہ مستفیض قیاس کے خلاف ثابت ہوئی۔

متن میں اضطراب یا معارضہ کی صورت میں ترجیح

امام ابو حنیفہ جب کسی متن میں اضطراب یا تعارض دیکھتے تو تطبیق اور ترجیح کے اصول پر عمل کرتے۔ مثال کے طور پر رفع یدین کی روایات بعض جگہوں پر اثبات کے ساتھ اور بعض جگہوں پر نفی کے ساتھ آئی ہیں۔ امام ابو حنیفہ نے نفی والی روایات کو اختیار کیا کیونکہ وہ زیادہ صحابہ سے منقول تھیں اور مدینہ کے عمل سے بھی زیادہ ہم آہنگ تھیں۔ امام محمد نے *الآثار* میں یہی منہج نقل کیا کہ:

لم يكن يرفع يديه إلا في أول تكبيرة. [17]

وہ (رسول اللہ ﷺ) صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

فقہی فتاویٰ میں متونِ حدیث کی تطبیق

امام ابو حنیفہ کے فقہی فتاویٰ میں متنِ حدیث کا استعمال ہمیشہ ایک جامع نظر کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی کسی ایک روایت پر انحصار کے بجائے متعدد نصوص اور اصولی قواعد کو جمع کیا جاتا ہے۔ مثلاً اذان میں کلمات کی تکرار کے بارے میں مختلف روایات موجود ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ نے ان سب کو جمع کر کے ایک ایسا موقف اپنایا جو امت کے عمومی عمل سے مطابقت رکھتا ہے۔ اسی طرح طہارت اور عبادات کے باب میں بھی ان کا منہج یہی رہا کہ اگر کوئی

---

14 أبو داود، النكاح، حديث 2083
15 البقرة: 232
16 شمس الأئمة السرخسي، المبسوط،(بيروت: دار المعرفة، 1993)، ج 5، ص 10
17 محمد بن حسن الشيباني، الآثار،(بيروت: دار ابن حزم، 1997)، ص 42

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

روایت ظاہر نصوص یا اجماعی عمل کے خلاف ہو تو اسے تاویل یا ترجیح کے اصول کے ساتھ برتا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے فتاویٰ محض نصوص کی پیروی نہیں بلکہ نصوص کے مابین عملی ہم آہنگی کی صورت ہیں۔

4۔ خبرِ واحد کے قبول ورد کی تطبیق

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حدیثی اصول میں خبرِ واحد کا مسئلہ ایک نہایت اہم اور باریک نکتہ ہے۔ اس موضوع پر ان کا منہج بعد کے اصولیین اور فقہاء کے لیے مستقل ایک معیار بن گیا۔ انہوں نے خبرِ واحد کو کلیتاً رد نہیں کیا، لیکن اس کے قبول کے لیے متعدد شرائط اور قیود عائد کیں۔ یہ شرائط اس امر کی ضمانت فراہم کرتی تھیں کہ حدیثی روایت فقہی استدلال اور اصولِ شریعت کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

مسند الامام الاعظم میں خبرِ واحد کے اطلاقی پہلو

امام ابو حنیفہ سے منسوب *المسند* میں خبرِ واحد کی متعدد روایات موجود ہیں، لیکن ان کی قبولیت ہمیشہ اصولی تطبیق کے ساتھ منسلک رہی۔ حافظ ابن حجر نے اس نکتے کو بیان کیا کہ:

إن أبا حنيفة كان يقبل خبر الواحد إذا لم يخالف الكتاب أو السنة المشهورة أو القياس.[18]

ابو حنیفہ خبرِ واحد کو اسی وقت قبول کرتے تھے جب وہ کتاب، سنتِ مشہورہ یا قیاس کے خلاف نہ ہو۔

یہ طرزِ عمل بتاتا ہے کہ امام کے نزدیک خبرِ واحد بذاتِ خود حجت ہے، لیکن اس کی حجیت مطلق نہیں بلکہ اصولِ کلیہ کے ساتھ مشروط ہے۔

عبادات میں خبرِ واحد کے استعمال کی مثالیں

عبادات کے باب میں امام ابو حنیفہ نے خبرِ واحد کو قبول بھی کیا اور بعض مواقع پر رد بھی کیا۔ مثال کے طور پر وضو میں مسح خفین کے بارے میں متعدد احادیث خبرِ واحد کے طور پر منقول ہیں۔ امام نے ان روایات کو قبول کیا اور ان پر فتویٰ دیا، کیونکہ یہ سنتِ مشہورہ اور عملِ صحابہ سے بھی مؤید تھیں۔

امام محمد نے *الآثار* میں امام سے نقل کیا:

المسح على الخفين سنة ثابتة.[19]

خفین پر مسح کرنا ثابت شدہ سنت ہے۔

اس کے برعکس، نماز میں رفع یدین کی روایات بھی خبرِ واحد کے طور پر منقول تھیں، لیکن امام نے انہیں ترک کیا، کیونکہ ان کے نزدیک یہ سنتِ مشہورہ اور اجماعی عمل کے خلاف تھیں۔

معاملات میں خبرِ واحد کے استعمال کی مثالیں

معاملات اور معاشرتی احکام میں امام ابو حنیفہ کا رویہ زیادہ احتیاطی تھا۔ مثال کے طور پر بیع صرف (سونے اور چاندی کے تبادلے) میں ایک روایت خبرِ واحد کے طور پر آئی:

---

18 ابن حجر عسقلانی، تهذيب التهذيب،(بيروت: دار الفكر، 1984)، ج 10، ص 449
19 محمد بن حسن الشيباني، الآثار،(بيروت: دار ابن حزم، 1997)، ص 72

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الذهب بالذهب ربا إلا هاء وهاء.[20]

سونا سونے کے بدلے سود ہے، مگر یہ کہ دونوں ہاتھوں ہاتھ لیا جائے۔

امام نے اس روایت کو قبول کیا اور بیع صرف میں تقابض یداً بید کی شرط لگائی، کیونکہ یہ روایت نص قرآنی اور اصولِ قیاس کے ساتھ بھی ہم آہنگ تھی۔

ایسی روایات جنہیں امام ابو حنیفہؒ نے قبول کیا اور جنہیں ترک کیا

امام نے وہ خبرِ واحد قبول کی جو قرآن اور سنتِ مشہورہ سے مطابقت رکھتی تھی، جیسے:

- مسحِ خفین[21]
- زکوۃ الفطر کی تعیین[22]

جبکہ انہوں نے ان روایات کو ترک کیا جو عمومی اصول کے خلاف تھیں، جیسے:

- میت پر رونے سے عذاب[23]
- نکاحِ ولی والی روایت[24]
- شاگردوں کے توسط سے عملی نمونے

امام کے شاگردوں نے خبرِ واحد کے بارے میں ان کے منہج کو عملی صورت دی۔ امام محمد نے *الموطأ* میں متعدد مقامات پر روایت اور قیاس کو جمع کیا، جبکہ امام ابو یوسفؒ نے *کتاب الخراج* میں عملی مسائل میں خبرِ واحد کو فقہی اصولوں کے ساتھ پرکھ کر استعمال کیا۔ جوزف شاخت نے اس نکتے کو اجاگر کرتے ہوئے کہا:

ابو حنیفہؒ کے شاگرد اکثر خبرِ واحد کو اپنے استاد کے قانونی ڈھانچے کے مطابق ڈھال لیتے تھے۔[25]

یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ خبرِ واحد کی تطبیق محض ایک روایت پر عمل کا نام نہیں بلکہ ایک علمی اور اصولی ڈھانچے کے تحت عمل کی صورت ہے، جسے امام اور ان کے شاگردوں نے عملی جامہ پہنایا۔

5۔ امام ابو حنیفہؒ کے منہج نقد کی انفرادیت ان کی کتب کے تناظر میں

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی علمی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ انہوں نے روایت کو صرف نقل پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس میں درایت اور فہمِ نص کے اصول کو شامل کیا۔ ان کے منہج میں جہاں روایتِ حدیث کو ایک معتبر ماخذ کی حیثیت حاصل ہے، وہیں عقلی تجزیہ اور فقہی اصولوں کے ساتھ اس

20 مسلم، المساقاة، حدیث 1586
21 ابو داود، الطهارة، حدیث 159
22 ترمذی، الزکاة، حدیث 674
23• بخاری، الجنائز، حدیث 1292
24•)ابو داود، النکاح، حدیث 2083
25 Joseph Schacht, The Origins of Muhammadan Jurisprudence,(Oxford: Clarendon Press, 1950), p. 78

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کی ہم آہنگی کو بھی لازم قرار دیا گیا۔ یہی وہ امتیاز ہے جس نے ان کی علمی شخصیت کو ایک ایسا منفرد مقام بخشا کہ ان کی حدیثی کتب میں اصولِ نقد کا اطلاق صرف مرویات کے ذخیرے تک محدود نہیں رہا بلکہ فقہی اجتہاد کے دائرے تک وسعت اختیار کر گیا۔

ابن خلدون نے اپنی *المقدمۃ* میں امام ابو حنیفہؒ کے منہج کی اس خصوصیت کو نمایاں کیا ہے:

وكانت طريقة أبي حنيفة في الفقه أن يأخذ بالقياس ويقدمه على خبر الواحد إذا خالف القياس [26]

امام ابو حنیفہؒ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ فقہ میں قیاس کو لیتے اور جب کوئی خبرِ واحد قیاس کے معارض ہوتی تو وہ قیاس کو اس پر ترجیح دیتے۔

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ روایت کے ساتھ ساتھ عقل و درایت کو بھی امام کے نزدیک معیارِ نقد حاصل تھا۔

اسی طرح امام ابو زہرہ نے امام اعظم کے اصولی منہج پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں امام ابو حنیفہؒ حدیث سے بے پروا نہیں تھے، لیکن ان کا منہج ایک ایسے عقلی تنقیدی عمل پر مبنی تھا جو متن اور عقل، روایت اور استنباط کے درمیان ہم آہنگی کا خواہاں تھا۔[27]

یہ طرزِ فکر فقہی اجتہاد اور حدیثی مرویات کے باہمی امتزاج کا غماز ہے۔ امام نے نہ تو حدیث کو محض فقہ کے تابع کیا اور نہ ہی فقہ کو روایت کی قید میں محصور کیا، بلکہ دونوں کے درمیان ایک متوازن تعلق قائم کیا۔ ان کے منہج میں علمی احتیاط نمایاں ہے۔ امام ابن عبد البر نے *الانتقاء* میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی اصل علمی عظمت ان کے تورع فی الروایۃ میں ہے، یعنی انہوں نے مرویات کے قبول میں غیر معمولی احتیاط برتی[28]۔ یہی احتیاط ان کی کتب میں مرویات کے انتخاب اور ان پر عمل کے طریقہ کار میں نمایاں ہے۔ متقدم ناقدین میں شافعیؒ نے اگرچہ امام ابو حنیفہ کے قیاس پر اعتماد پر تنقید کی، تاہم خود ان کے معاصرین جیسے امام مالکؒ نے ان کی فقہی بصیرت کی تحسین کی۔ متاخر ناقدین مثلاً ابن تیمیہؒ نے اس بات پر زور دیا کہ امام ابو حنیفہ نے نصوص کو قیاس پر مطلقاً قربان نہیں کیا بلکہ ان کے اصول میں توفیق بین النقل والعقل کا پہلو غالب ہے[29] یوں امام ابو حنیفہ کا منہج نقد ایک ایسا متوازن علمی ڈھانچہ سامنے لاتا ہے جس میں روایت، درایت، قیاس، اجماع اور فقہی اجتہاد سب باہم مربوط ہو کر ایک ہمہ جہت علمی تصویر بناتے ہیں۔

ان کی حدیثی کتب اس انفرادیت کی عینی شہادت فراہم کرتی ہیں کہ روایت کے بجائے درایت پر زور ان کے نزدیک نقد حدیث کا حقیقی معیار تھا، لیکن یہ درایت روایت کی نفی نہیں بلکہ اس کی توضیح و تکمیل تھی۔

6۔ تقابلی مطالعہ

علمی روایت کی تاریخ میں اصولِ نقدِ حدیث کا دائرہ صرف ایک مکتبِ فکر تک محدود نہیں رہا بلکہ مختلف ائمہ کے ہاں اس کے اطلاقات میں امتیازات و اختلافات پائے جاتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی علمی بصیرت کو سمجھنے کے لیے ان کے منہج کا موازنہ دیگر محدثین اور فقہاء کے ساتھ کیا جانا نہایت ضروری ہے، کیونکہ اس تقابلی مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ نقدِ حدیث کا منہج کس طرح فقہی، اصولی اور زمانی تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتا

26 ابن خلدون، المقدمة،(قاہرہ: دارالفکر، 2005)، ص 448
27 محمد ابو زہرہ، أبو حنيفة: حياته وعصره وآراؤه وفقهه،(قاہرہ: دارالفکر العربی، 1960)، ص 152
28 ابن عبدالبر، الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء،(بیروت: دارالکتب العلمیة، 1997)، ص 145
29 ابن تیمیہ، رفع الملام عن الأئمة الأعلام،(الریاض: دارالعاصمہ، 1983)، ص 58 ۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

گیا۔ محدثین نے ذخائرِ حدیث کو جمع کرتے وقت زیادہ زور اتصالِ سند، عدالتِ رواۃ اور ضبط پر دیا۔ امام بخاریؒ کے نزدیک أصحّ الأسانيد كلّها مالک عن نافع عن ابن عمر[30]

یعنی ان کے نزدیک سب سے صحیح سند وہ ہے جو کامل اتصال اور راوی کی عدالت پر مبنی ہو۔ اس کے برعکس امام ابو حنیفہ نے روایت کے ظاہری اتصال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ متن کے فہم، سنتِ مشہورہ اور قیاس کے اصول سے اس کی مطابقت کو بھی معیار بنایا۔ اس سے ان کے منہج کی درایت پر مبنی انفرادیت نمایاں ہوتی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے ساتھ تقابلی جائزہ

امام مالکؒ کے ہاں عملِ اہلِ مدینہ روایت پر ترجیح رکھتا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے کہا:

العمل عندنا أقوى من الخبر[31]

ہمارے نزدیک اہلِ مدینہ کا عمل خبر (روایت) سے زیادہ قوی ہے۔

یہ تصور امام ابو حنیفہ کی سنتِ مشہورہ کو معیار بنانے کی روش سے قریب تر ہے، کیونکہ دونوں نے روایت کو محض سند کے اعتبار سے نہیں پرکھا بلکہ اسے ایک عملی اور اجتماعی معیار کے ساتھ جوڑا۔

امام شافعیؒ نے خبرِ واحد کو زیادہ قبولیت دی اور فرمایا:

إذا صح الخبر فهو مذهبي [32]

جب خبر صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔

یہ طرزِ فکر امام ابو حنیفہ سے مختلف ہے، کیونکہ انہوں نے خبرِ واحد کو قیاس کے معارض ہونے کی صورت میں ترک بھی کیا۔

امام احمدؒ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم تھی، جیسا کہ ان کے منہج میں الحديث الضعيف أحبّ إلىّ من الرأي کی صراحت ملتی ہے[33]

اس زاویے سے دیکھا جائے تو امام احمد کا منہج حدیث کو ہر حال میں ترجیح دینے کا مظہر ہے، جب کہ امام ابو حنیفہ نے متن کی درایت اور فقہی اصول کی روشنی میں انتخاب کیا۔

معاصر اصولی و حدیثی مباحث میں معنویت

آج کے دور میں اصولِ نقد کے مباحث میں امام ابو حنیفہ کا منہج اس لیے اہمیت رکھتا ہے کہ انہوں نے روایت اور درایت کے مابین ایک ایسا توازن قائم کیا جو نہ صرف نصوص کے احترام کو برقرار رکھتا ہے بلکہ عقلی و فقہی بصیرت کو بھی شامل کرتا ہے۔ معاصر ناقدین جیسے نجم الدين الطوفي اور جدید

---

30 ابن حجر، هدي الساري،(بيروت: دار المعرفة، 1993)، ص 9 .
31 ابن عبدالبر، التمهيد،(مراكش: وزارة الأوقاف، 1982)، ج 1، ص 45
32 النووی، المجموع،(بیروت: دار الفكر، 1996)، ج 1، ص 63
33 ابن تيميه، رفع الملام،(الرياض: دار العاصمه، 1983)، ص 65 .

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اصولیین نے اسی پہلو کو نمایاں کیا ہے کہ نصوص کا فہم محض ظاہری سند پر موقوف نہیں بلکہ ان کے مقاصد اور اجتماعی مصالح کے ساتھ مربوط ہونا چاہیے[34]۔

یوں تقابلی مطالعہ یہ حقیقت سامنے لاتا ہے کہ اگرچہ محدثین نے روایت کی صحت کو اولین درجہ دیا، امام مالکؒ نے عمل کو معیار بنایا، امام شافعی نے خبرِ واحد کو حجت مانا اور امام احمد نے ضعیف حدیث کو بھی مقدم رکھا، لیکن امام ابو حنیفہ نے ان تمام زاویوں کے ساتھ ایک مختلف جہت اختیار کی — جہاں روایت کا وقار اور فقہی درایت کی عمقیت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہی ان کے منہجِ نقد کی وہ انفرادیت ہے جو معاصر اصولی و حدیثی تنقید کے مباحث میں تازہ معنویت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

خلاصہ کلام

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی حدیثی کتب اور ان میں مندرج مرویات پر اصولِ نقد کے اطلاقات کا مطالعہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ ان کا منہج محض روایت کے انبار کو جمع کرنے تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے فقہ، درایت اور مقاصدِ شریعت کے ساتھ گہری پیوستگی اختیار کی۔ انہوں نے سند کی صحت اور راوی کے ضبط و عدالت کو نظر انداز نہیں کیا، تاہم ان کا اصل امتیاز متن کی درایت، سنتِ مشہورہ کی مطابقت، اور عقل و قیاس کے ساتھ توازن پیدا کرنے میں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی منسوب کتب، بالخصوص *المسند* اور فقہی متون میں محفوظ روایات، اس اصولی اور تنقیدی شعور کی آئینہ دار ہیں۔ نظری سطح پر امام ابو حنیفہؒ نے خبرِ واحد، روایت بالمعنی، اور شاذ و معلول احادیث کے باب میں ایسے اصول وضع کیے جو بعد کے ائمہ کے لیے معیاری حیثیت اختیار کر گئے۔ عملی سطح پر ان اصولوں کا اطلاق ان کے فتاویٰ اور شاگردوں کے توسط سے مدون ہونے والے ذخیرے میں نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ گویا ان کا علمی کارنامہ صرف ایک نظریہ ساز شخصیت کا نہیں بلکہ ایک عملی منہج ساز امام کا بھی ہے، جس نے روایت و درایت کے درمیان ایک ایسا ربط قائم کیا جو اپنے وقت میں بھی انفرادیت رکھتا تھا اور آج کے اصولی مباحث میں بھی تازہ معنویت کا حامل ہے۔ فقہی و اصولی روایت میں امام ابو حنیفہؒ کے اس منہج کی اہمیت اس امر سے مزید بڑھ جاتی ہے کہ انہوں نے نقدِ حدیث کو فقہ سے الگ کوئی مجرد فن قرار نہیں دیا بلکہ اسے فقہی اجتہاد اور اجتماعی مصلحت کے ساتھ مربوط کیا۔ اس پہلو سے ان کا طریقہ نہ صرف تاریخی بلکہ اصولی و فکری سطح پر بھی بے مثال ہے۔ متقدمین میں اگرچہ بعض ناقدین نے ان پر کثرتِ قیاس یا ترکِ خبرِ واحد کا الزام عائد کیا، لیکن متاخرین نے ان کے منہج کو اس کی جامعیت اور درایت پسندی کے سبب سراہا۔ یہی زاویہ اس بات کا مظہر ہے کہ امام ابو حنیفہ کے اصولی و نقدی افکار کا مرکز و محور نہ روایت کی نفی تھا اور نہ ہی محض عقل پر انحصار، بلکہ ایک ایسا علمی توازن تھا جس نے اسلامی قانون کے پورے نظام کو ایک مضبوط تنقیدی اور اجتہادی بنیاد فراہم کی۔ اس لحاظ سے ان کا منہج نہ صرف حدیثی تنقید کی تاریخ میں ایک سنگِ میل ہے بلکہ فقہی ارتقاء کے عمل میں بھی ایک انفرادی اور مستقل باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

34 الطوفي، شرح مختصر الروضة،(بيروت: مؤسسة الرسالة، 1990)، ج 2، ص 112